نقدِ سند و متن میں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے تفردات
(ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

ڈاکٹر شہزادہ عمران ایوب*

ABSTRACT

Shaykh Muhammad Nasiruddin Albani is known as the famous scholar of the twentieth century AD. He served in Hadith for almost 60 years. He has also some particularities in the hadith's research in which he apposed a lot of scholars. The most important of them is that he has said that some Ahadith of Sahih Bukhari and Sahi Muslim are weak. Similarly, in contrast to the previous muhaddiseen, some weak traditions have said correct and some reliable narrators as weak. Apart from this, there are two particularities of him that are very important in the research world. One is that he has explored many of unknown Ahadith and secondly he has divided the books of Hadith into two parts; weak and accurate. Some detail of these particularities is presented in this article.

Keyword: البانی، حدیث، تفردات، تحقیق، سند، متن، صحیحین، محدثین، صحیح، ضعیف، رواۃ

شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ بیسوی صدی عیسوی کے ایک معروف اور ممتاز عالم دین ہیں، جنہیں علم حدیث میں بے مثال خدمات انجام دینے کی بنا پر دورِ حاضر کے ایک نامور محدث کے طور پر جانا جاتا ہے۔ آپ کو علم حدیث اور رجال واسانید میں مہارتِ تامہ حاصل تھی۔ آپ تقریباً ساٹھ سال کا عرصہ وفات تک تحقیقی خدمات میں مصروف رہے۔ آپ کے سوانح حیات لکھنے والوں نے آپ

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی و علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور

کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب کی تعداد ۲۰۰ کے قریب بتائی ہے۔آپؒ نے اپنے تحریری سرمائے کے ذریعے نہ صرف امتِ مسلمہ کو صحیح اور ضعیف احادیث کی پہچان کرائی بلکہ ان کے ایمان وعقائد ، عبادات اور معاملات کی اصلاح کی بھی بھرپور کوشش کی۔تخریجِ حدیث کے کام کو نئی زندگی بخشی ، مسائل واحکام میں موضوع اور من گھڑت روایات سے استدلال کا پردہ چاک کیا ، علم شرعی کی اہمیت وافادیت کو واضح کیا ، نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو نکھار کر پیش کیا۔آپ کی اس گراں قدر محنت کی وجہ سے لوگوں میں تحقیق کی جستجو پیدا ہوئی۔اس دوران آپؒ کو بہت سی آزمائشوں کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن آپ کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہ آئی اور آپ اپنے مشن پر ہمیشہ جاری رہے حتی کہ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

متعدد دیگر کبار علماء کی طرح شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی کچھ تفردات ہیں ، جن میں سے تحقیقِ حدیث سے متعلقہ تفردات کو حتی الامکان اس مضمون میں یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔لفظ تفرد دراصل عربی گرائمر کی رو سے باب تَفَرَّدَ یَتَفَرَّدُ(بروزن تفعل) سے مصدر ہے۔اس کا معنی ہے ”بغیر کسی نظیر کے اکیلا وتنہا ہونا۔“ [1]یعنی کسی قول ، فعل اور وصف وغیرہ میں ایسی یکتائی جس میں کوئی بھی اس کی مثل نہ ہو۔جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی خالق ومالک نہیں ، اسماعیل علیہ السلام کے علاوہ کوئی ذبیح اللہ نہیں ، محمد ﷺ کے علاوہ کوئی خاتم النبیین نہیں وغیرہ وغیرہ۔ان اوصاف کے لحاظ سے ہر ایک کو اپنے اپنے وصف کے ساتھ منفرد کہا جائے گا۔بالفاظِ دیگر تفرد کسی کی ایسی خصوصیت کا نام ہے جو صرف اسی میں پائی جائے اور کسی میں موجود نہ ہو۔تفرد کے حوالے سے یہاں یہ ذکر کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تفرد محض کسی کی خصوصیت کانام ہے خواہ وہ اچھی ہو یا بری۔شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے تفردات کے حوالے سے بھی یہاں محض ان کے خصائصِ تحقیق ہی ذکر کرنا مقصود ہے قطع نظر اس سے کہ ان کی کوئی خصوصیت اچھی ہے یا بری ، مجموعی لحاظ سے نفع مند ہے یا نقصان دہ۔واضح رہے کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے تحقیقِ حدیث میں تفردات کے ضمن میں اُن اُمور کو بھی ذکر کیا جائے گا جن میں شیخؒ اگرچہ منفرد تو نہیں ہیں مگر ان میں انہوں نے جمہور کی مخالفت بہرحال کی ہے ، ملاحظہ فرمایے:

کتبِ حدیث کی صحیح اور ضعیف دو حصوں میں تقسیم

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتبِ حدیث کو صحیح اور ضعیف دو حصوں میں تقسیم کر دیاہے۔متقدم کتبِ

(۱) ابن منظور الافریقی، جمال الدین ابو الفضل محمد بن مکرم، لسان العرب، دار احیاء التراث العربی، بیروت،۱۹۸۸ء(مادہ: فرد)۔

حدیث کے جامعین اور مصنفین نے یا تو صحیح احادیث پر مشتمل کتب ترتیب دیں (جیسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ)، یا ضعیف اور موضوع احادیث پر (جیسے الموضوعات از ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اور الفوائد المجموعہ از شوکانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ) اور یا صحیح ضعیف کا لحاظ رکھے بغیر محض احادیث کو جمع کر دیا (جیسے مسند احمد اور دارمی وغیرہ)۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں خاص کام یہ کیا ہے کہ جن کتب حدیث کو صحیح کا نام دیا گیا تھا مگر ان میں ضعیف احادیث بھی موجود تھیں (جیسے صحیح ابن حبان اور صحیح ابن خزیمہ وغیرہ)۔ اور جن کتبِ حدیث میں صحیح وضعیف کی تمیز کے بغیر احادیث جمع کی گئی تھیں انہیں اصولِ حدیث کی کسوٹی پر پرکھ کر دو حصوں میں تقسیم کر دیا، صحیح الگ اور ضعیف الگ۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ علمی و تحقیقی کام (جو پہلے کسی نے نہیں کیا تھا) احادیث کے دو بڑے مجموعوں کی صورت میں سامنے آیا: "سلسلہ احادیث صحیحہ "اور" سلسلہ احادیث ضعیفہ"۔

'سلسلہ احادیثِ صحیحہ' میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف صحیح احادیث یکجا کرنے کا اہتمام کیا ہے جس کی سات جلدیں طبع ہو چکی ہیں اور ان میں ۴۰۳۵ احادیث مکمل تحقیق و تخریج کے ساتھ موجود ہیں۔
'سلسلہ احادیثِ ضعیفہ' میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ضعیف اور موضوع روایات جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے، اس کی تیرہ جلدیں طبع ہو چکی ہیں جن میں ۶۱۷۲ احادیث درج ہیں۔ان تمام احادیث کی مکمل تحقیق و تخریج، وجہ ضعف کا بیان اور رواۃ پر بحث شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت عالمانہ و محققانہ انداز میں پیش کی ہے۔

ان دونوں سلسلوں کے علاوہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے سنن اربعہ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ) کی احادیث کی بھی تحقیق کر کے انہیں دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے، صحیح الگ اور ضعیف الگ۔اور اب یہ کتب صحیح ابوداؤد اور ضعیف ابوداؤد، صحیح ترمذی اور ضعیف ترمذی، صحیح نسائی اور ضعیف نسائی، صحیح ابن ماجہ اور ضعیف ابن ماجہ کے نام سے مطبوع ہیں (بلاشبہ یہ ایسا کام ہے جو پہلے کسی محدث نے بھی نہیں کیا)۔

اسی طرح شیخ رحمہ اللہ نے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب 'الجامع الصغیر' کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا ہے جو 'صحیح الجامع الصغیر' اور 'ضعیف الجامع الصغیر' کے نام سے مطبوع ہے۔نیز شیخ رحمہ اللہ نے امام منذری رحمۃ اللہ علیہ کی 'الترغیب والترہیب' کی بھی تخریج و تحقیق کی ہے اور اسے بھی دو حصوں میں تقسیم کیا ہے جو صحیح 'الترغیب والترہیب' اور 'ضعیف الترغیب والترہیب' کے نام سے بیروت سے شائع ہو چکی ہیں۔

متقدم محدثین کے برخلاف بعض ضعیف روایات کی تصحیح

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض ایسی روایات کو صحیح کہہ دیا ہے جو متقدم محدثین کے نزدیک ضعیف

تھیں جیسا کہ چند امثلہ درج ذیل ہیں:

۱۔«قِيْلُوْا فَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَا تَقِيْلُ »

”قیلولہ کرو بلاشبہ شیاطین قیلولہ نہیں کرتے۔“

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔[۱] جبکہ متقدم ائمہ محدثین اسے ضعیف قرار دیتے ہیں۔جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق ’فتح الباری‘ میں نقل فرمایا ہے کہ:

”اس کی سند میں کثیر بن مروان راوی متروک ہے۔“[۲]

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی مشہور من گھڑت روایات پر مشتمل کتاب ’المقاصد الحسنہ‘ میں ذکر فرمایا ہے۔[۳] امام عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے اپنی ضعیف روایات پر مشتمل کتاب ’کشف الخفاء‘ میں ذکر فرمایا ہے۔[۴]ابن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے متعلق نقل فرمایا ہے کہ:

”اس (کی سند) میں عباد بن کثیر کاہلی راوی متروک الحدیث ہے۔“[۵]

۲۔«اللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مِسْكِيْنًا وَ اَمِتْنِیْ مِسْكِيْنًا وَ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ »

”اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین فوت کر اور مساکین کے گروہ میں ہی اٹھانا۔“

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو قابل حجت قرار دیا ہے جیسا کہ ’ارواء الغلیل‘ میں اسے ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ صحیح ہے۔[۶] صحیح الترغیب میں اسے حسن لغیرہ کہا ہے۔[۷] اور سلسلہ

---

(۱) الالبانی، علامہ محمد ناصر الدین، سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، مکتبۃ المعارف، ریاض، ۱۹۹۵ء(رقم:۱۶۴۷)؛ایضا،صحیح الجامع الصغیر وزیادته، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۹۸۲ء(رقم:۴۴۳۱)۔

(۲) ابن حجر عسقلانی، ابوالفضل شہاب الدین احمد، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفة، بیروت، ۱۳۷۹ھ (۷۰/۱۱)۔

(۳) السخاوی، شمس الدین محمد بن عبد الرحمن، المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الأحادیث المشتهرة علی الألسنة، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۱۱ھ (ص:۴۱۸)۔

(۴) العجلونی، اسماعیل بن محمد الجراحی، کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتهر من الأحادیث علی ألسنة الناس، دار احیاء التراث العربی، بیروت، بدون التاریخ(۱۲۰/۱)۔

(۵) ابن طاہر المقدسی، کتاب معرفة التذکرة، مؤسسة الکتب الثقافية، بدون التاریخ(ص:۴۳)۔

(۶) الالبانی، علامہ محمد ناصر الدین، ارواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۹۷۹ء (۸۶۱)۔

(۷) الالبانی، علامہ محمد ناصر الدین، صحیح الترغیب والترهیب، مکتبۃ المعارف، ریاض، ۲۰۰۰ء(۳۱۹۲)۔

صحیحہ میں اسے حسن کہا ہے۔[۱]

تاہم متقدم ائمہ محدثین اس روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں جیسا کہ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے موضوعات میں ذکر فرمایا ہے اور اسے نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ:

"یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔"[۲]

علامہ طاہر پٹنی نے اسے 'تذکرۃ الموضوعات' میں ذکر فرمایا ہے۔[۳] شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو 'احادیث القصاص' میں ذکر فرمایا ہے اور اس کے بعد فرمایا ہے کہ:

"یہ روایت ضعیف ہے، ثابت نہیں۔"[۴]

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے 'المقاصد الحسنہ' میں ذکر فرمایا ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے۔[۵] امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو 'اللآلی المصنوعہ' میں ذکر فرمایا ہے اور اسے غیر صحیح کہا ہے۔[۶] امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے موضوع روایات پر مشتمل اپنی کتاب 'الفوائد المجموعہ' میں نقل فرمایا ہے۔[۷] ابو الحسن علی کنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اپنی کتاب 'تنزیہ الشریعہ المرفوعہ' میں نقل فرمایا ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے۔[۸]

۳۔«كُنَّا إِذَا سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا قُلْنَا: وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ»

"جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سلام کہتے تو ہم جواب میں کہتے "وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) السلسلة الصحيحة (۳۰۸)۔

(۲) ابن الجوزی، امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی، الموضوعات، المكتبة السلفية، المدينة، ۱۳۸۸ھ (۱۴۱/۳)۔

(۳) محمد طاہر پٹنی، تذکرۃ الموضوعات، دار المعرفة، بیروت، ۱۹۷۱ء (ص:۵۹)۔

(۴) ابن تیمیہ، تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم، احادیث القصاص، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۹۸۸ء (ص:۱۰۱)۔

(۵) المقاصد الحسنة (ص:۱۵۳)۔

(۶) السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر، اللآلی المصنوعة فی الأحاديث الموضوعة، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۵ء (۲۷۴/۲)۔

(۷) الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، الفوائد المجموعة فی الأحاديث الموضوعة، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۷ھ (۲۴۰/۱)

(۸) ابو الحسن، علی بن محمد بن عراق الکنانی، تنزیه الشريعة المرفوعة عن الأحاديث الشنيعة الموضوعة، تحقیق: عبد الوہاب عبد اللطیف، دار الكتب العلمية، بیروت، ۱۳۹۹ھ (۳۷۴/۲)۔

ومغفرتہ۔"

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو 'سلسلہ صحیحہ' میں نقل فرمایا ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔[۱] جبکہ متقدم محدثین اسے ضعیف کہتے ہیں۔جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔[۲] امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس کی سند میں 'شعبہ' تک ایسے رواۃ ہیں جو قابل حجت نہیں۔[۳]

متقدم محدثین کے برخلاف بعض صحیح روایات کی تضعیف

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض ایسی روایات کو ضعیف قرار دیا ہے جو متقدم محدثین کے نزدیک بالاتفاق صحیح تھیں ۔جیسا کہ اس کی چند امثلہ حسب ذیل ہیں:

صحیح بخاری کی روایات

۱۔ «عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ اللهُ تَعَالَى: ثَلاَثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ القِيَامَةِ، رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ»

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تین آدمیوں کا قیامت کے دن دشمن ہوں گا۔ایک وہ آدمی جس نے میرے نام پر عہد وپیمان کیا پھر غداری کرتے ہوئے اسے توڑ دیا۔دوسرا وہ آدمی جس نے کسی آزاد شخص کو غلام بنا کر بیچا اور اس کی قیمت کھا لی اور تیسرا وہ آدمی جس نے کسی مزدور کو اجرت پر رکھا، اس سے پورا کام لیا لیکن مزدوری نہ دی۔"[۴]

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو 'ضعیف الجامع الصغیر' میں نقل فرمایا ہے۔[۵]

۲۔«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ العَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ الله، لاَ يُلْقِي لَهَا

(۱) السلسلة الصحيحة (رقم:۱۴۴۹)۔

(۲) فتح الباری(۱۱/۸)۔

(۳) البیهقی، احمد بن حسن ابوبکر، شعب الایمان، دار الکتب العلمیة، بیروت، ۱۴۱۰ھ(۴۵۶/۶)۔

(۴) البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، مطبوعہ دار السلام، ریاض، ۱۴۱۹ھ کتاب الاجارة، باب اثم من منع أجر الأجیر (رقم:۲۲۷۰)۔

(۵) الالبانی، علامہ محمد ناصر الدین، ضعیف الجامع الصغیر وزیادته، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۹۷۹ء(رقم:۴۰۵۰)۔

بَالًا، يَرْفَعُهُ اللهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ العَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللهِ، لاَ يُلْقِي لَهَا بَالًا، يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ»

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' بندہ اللہ کی رضامندی کے لیے ایک بات زبان سے نکالتا ہے ، اسے وہ کوئی اہمیت بھی نہیں دیتا مگر اسی کی وجہ سے اللہ اس کے درجے بلند کر دیتا ہے اور ایک دوسرا بندہ ایک ایسا کلمہ زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے ، اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا لیکن وہ اسی کی وجہ سے جہنم میں چلا جاتا ہے۔''[1]

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو 'سلسلہ ضعیفہ' میں نقل فرمایا ہے اور اسے ضعیف کہا ہے۔[2]

۳۔«لاَ عُقُوبَةَ فَوْقَ عَشْرِ ضَرَبَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ»[3]

''حدودِ الٰہی میں سے کسی حد کے سوا دس ضربوں سے زیادہ کوئی سزا نہیں۔''

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے متعلق کہا ہے کہ 'عقوبۃ' کے لفظ کے ساتھ یہ روایت منکر ہے۔[4]

۴۔ «عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: بَيْنَا أَنَا قَائِمٌ إِذَا زُمْرَةٌ، حَتَّى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْنِي وَبَيْنِهِمْ، فَقَالَ: هَلُمَّ، فَقُلْتُ: أَيْنَ ؟قَالَ: إِلَى النَّارِ وَاللهِ، قُلْتُ: وَمَا شَأْنُهُمْ؟ قَالَ: إِنَّهُمُ ارْتَدُّوا بَعْدَكَ عَلَى أَدْبَارِهِمْ القَهْقَرَى. ثُمَّ إِذَا زُمْرَةٌ. . . »[5]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :میں (حوض پر) کھڑا ہوں گا کہ ایک جماعت میرے سامنے آئے گی اور جب میں انہیں پہچان لوں گا تو ایک شخص (فرشتہ) میرے اور ان کے درمیان سے نکلے گا اور ان سے کہے گا کہ ادھر آؤ۔ میں کہوں گا کہ کدھر ؟وہ کہے گا کہ واللہ جہنم کی طرف ۔میں کہوں گا کہ ان کے حالات کیا ہیں ؟ وہ کہے گا کہ یہ لوگ آپ کے بعد الٹے پاؤں (دین سے) واپس لوٹ گئے تھے۔پھر ایک اور گروہ میرے سامنے آئے گا۔''

(۱)بخاری:کتاب الرقاق : باب حفظ اللسان (رقم:۶۴۷۸)۔

(۲)الالبانی،علامہ محمد ناصر الدین،سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ فی الأمة ، مکتبۃ المعارف، ریاض،۱۹۹۶ء(رقم:۱۲۹۹)۔

(۳) بخاری:کتاب الحدود : باب کم التعزیر والأدب (رقم:۶۸۴۹)۔

(۴) السلسلة الضعيفة(رقم:۲۹۵۹)۔

(۵)بخاری:کتاب الرقاق : باب فی الحوض (رقم:۶۵۸۷)۔

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو 'سلسلہ ضعیفہ' میں نقل فرمایا ہے اور اس کے متعلق کہا ہے کہ یہ شاذ بلکہ منکر ہے۔[۱]

۵۔ «عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا وُسِّدَ الأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ» [۲]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب معاملات نااہل لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں تو قیامت کے منتظر رہو۔"

اس روایت کو شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف کہا ہے۔[۳] علاوہ ازیں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کی چند اور روایات کو بھی ضعیف کہا ہے۔[۴]

صحیح مسلم کی روایات

۱۔ «قَالَ أَنَسٌ: أَصَابَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطَرٌ، قَالَ: فَحَسَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَهُ، حَتَّى أَصَابَهُ مِنَ الْمَطَرِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا ؟قَالَ: لِأَنَّهُ حَدِيثُ عَهْدٍ بِرَبِّهِ تَعَالَى» [۵]

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ہمیں بارش نے آ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا ہٹا لیا حتی کہ آپ تک بارش پہنچ گئی۔یہ دیکھ کر ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ایسا کیوں کیا ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیونکہ یہ (بارش) ابھی ابھی اپنے پروردگار کی طرف سے آئی ہے۔"

اس حدیث کو شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے 'ارواء الغلیل' میں نقل فرمایا ہے اور اسے ضعیف کہا ہے۔[۶]

۲۔«عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا، فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ»

---

(۱) السلسلة الضعيفة (رقم:۶۹۴۵)۔

(۲)بخاری: کتاب العلم : باب من سئل علما وهو مشتغل فی حديثه (رقم:۵۹)۔

(۳) السلسلة الضعيفة (رقم:۶۹۴۷)۔

(۴)دیکھیے:السلسلة الضعيفة (رقم:۶۹۴۹، ۶۹۵۰)۔

(۵) مسلم بن حجاج، ابو الحسن القشیری النیساپوری، صحيح مسلم ، دار الجیل، بیروت، ۱۴۰۱ھ،کتاب صلاة الاستسقاء ، باب الدعاء فی الاستسقاء (رقم:۲۱۲۰)۔

(۶)ارواء الغلیل(رقم الحدیث:۶۷۸)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم میں سے کوئی بھی ہرگز کھڑا ہو کر پانی نہ پیے اور جو بھول جائے وہ قے کر دے۔“[۱]

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو 'سلسلہ ضعیفہ' میں نقل فرمایا ہے اور کہا ہے کہ یہ روایت ان لفظوں کے ساتھ منکر ہے۔[۲]

۲۔«قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأَفْعَلُ ذَلِكَ، أَنَا وَهَذِهِ، ثُمَّ نَغْتَسِلُ ،یعنی الْجِمَاع بِدُونِ اِنْزَال»[۳]

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور یہ (یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا) اس طرح کرتے ہیں (یعنی بغیر انزال کے ہم بستری کرتے ہیں) پھر ہم غسل کر لیتے ہیں۔“

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو بھی 'سلسلہ ضعیفہ' میں نقل فرمایا ہے اور اسے مرفوعاً ضعیف قرار دیا ہے۔[۴]

۳۔ «اَنَّ النَّبِی ﷺ صَلَّى فِيْ كُسُوْفٍ ثَمَانِیَ رَكَعَاتٍ فِيْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ»[۵]

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف میں آٹھ رکوع اور چار سجدے کیے۔“

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے متعلق کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے اگرچہ اسے مسلم اور دیگر نے روایت کیا ہے۔[۶]

۴۔«عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی الله عنه قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ . . . »[۷]

”حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ماہ رمضان میں سخت گرمی میں نکلے...۔“

---

(۱) مسلم:کتاب الأشربة : باب كراهية الشرب قائما (رقم:۵۳۹۸)۔
(۲) السلسلة الضعيفة (رقم:۹۲۷)۔
(۳) مسلم:کتاب الحيض :باب نسخ الماء من الماء ووجوب الغسل بالتقاء الختانين (رقم:۸۱۳)۔
(۴) السلسلة الضعيفة (رقم:۹۷۶)۔
(۵) مسلم:کتاب الكسوف :باب ذكر من قال انه ركع ثمان ركعات فی أربع سجدات (رقم:۲۱۴۹)۔
(۶) ارواء الغلیل(رقم:۲۶۰)۔
(۷) مسلم:کتاب الصيام :باب التخيير فی الصوم والفطر فی السفر (رقم:۲۶۸۶)۔

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے متعلق کہا ہے کہ اس میں 'فی شھر رمضان' کے لفظ شاذ ہیں، ثابت نہیں ہیں۔[۱]

علاوہ ازیں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کی چند اور روایات پر بھی جرح کی ہے۔[۲]

درج بالا امثلہ سے معلوم ہوا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیحین کی بعض روایات پر ضعف کا حکم لگایا ہے جبکہ متقدم ائمہ محدثین کا موقف یہ ہے کہ صحیحین کی تمام روایات قطعی طور پر صحیح ہیں۔ جیسا کہ حافظ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:

"وہ تمام احادیث جن پر امام مسلم نے اپنی کتاب میں صحیح ہونے کا حکم لگایا ہے۔ ان کی حجت قطعی ہے اور نفس امر میں ان کی صحت سے علم نظری حاصل ہوتا ہے۔ اور یہی معاملہ (ان احادیث کا بھی ہے) جن پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں صحیح ہونے کا حکم لگایا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امت کے ہاں اسے تلقی بالقبول حاصل ہے۔ سوائے ان افراد کے جن کی مخالفت و موافقت اجماع پر اثر انداز نہیں ہوتی۔"[۳]

اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ:

"استاد ابو اسحق اسفرائینی فرماتے ہیں کہ اہل فن کا اس پر اجماع ہے کہ وہ تمام احادیث جن پر صحیحین مشتمل ہیں، صاحب شرع (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سے قطعی طور پر ثابت ہیں۔"[۴]

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں ذکر فرمایا ہے کہ:

"علما کا اتفاق ہے کہ قرآن کریم کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتابیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہیں اور ان دونوں کو امت کی طرف سے تلقی بالقبول حاصل ہے۔"[۵]

امام الحرمین جوینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"کوئی شخص یہ قسم اُٹھالے کہ اگر صحیح بخاری و صحیح مسلم کی تمام روایات صحیح نہ ہوں تو اس کی

---

(۱) السلسلة الصحيحة (۱/۱۹۰)۔

(۲) دیکھئے: ارواء الغلیل (۳/۳۵۰)؛ غایة المرام (ص:۱۰۴)۔

(۳) ابن الصلاح، ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن شہر زوری، صيانة صحيح مسلم من الاخلال والغلط وحمايته من الاسقاط والسقط، دار المغرب الاسلامی، بیروت، ۱۳۸۰ھ (ص:۸۵)۔

(۴) ابن حجر عسقلانی، ابو الفضل شہاب الدین احمد، النكت على مقدمة ابن الصلاح، أضواء السلف، ریاض، ۱۴۱۹ھ (۱/۳۷۸)۔

(۵) النووی، ابو زکریا یحیی بن شرف، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۹۲ھ (۱/۱۴)۔

بیوی کو طلاق ہے، تو ایسی صورت میں اس کی بیوی کو نہ تو طلاق ہو گی اور نہ وہ شخص 'حانث' ہو گا کیونکہ مسلمانوں کا صحیح بخاری و صحیح مسلم کی صحت پر اجماع ہے۔"(۱)

حافظ ابو نصر سجزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :

"تمام اہل علم فقہا اور ان کے علاوہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص اس بات پر طلاق کا حلف اٹھا لے کہ جو بھی صحیح بخاری میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی روایات موجود ہے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے فرامین ہیں، تو ایسا شخص حانث نہ ہو گا اور عورت اس کے عقد میں ہی باقی رہے گی۔"(۲)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ :

"جہاں تک صحیحین کا معاملہ ہے تو محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ جو بھی متصل مرفوع احادیث صحیحین میں موجود ہیں، وہ قطعاً صحیح ہیں اور ان دونوں کتابوں کی سند اپنے مصنّفین تک متواتر ہے۔"(۳)

درج بالا اقوال سے معلوم ہوا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تمام روایات کی صحت پر ائمہ محدثین کا اتفاق ہے۔ لہٰذا اب اگر کوئی ان کتب کی کسی روایت کو بھی ضعیف کہے گا تو اس کی بات معتبر نہیں ہو گی۔

متقدم محدثین کے برخلاف بعض ثقہ رواۃ کی تضعیف

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض ایسے راویوں کو مجہول یا غیر ثقہ قرار دیا ہے جو متقدم محدثین کے نزدیک ثقہ تھے جیسا کہ چند امثلہ پیش خدمت ہیں :

۱۔یحییٰ بن مالک ، ابو ایوب ازدی عتکی بصری مراغی

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس راوی کو مجہول قرار دیا ہے۔(۴) جبکہ متقدم محدثین اس راوی کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ثقہ کہا ہے۔(۵) امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے 'الثقات

---

(۱) النکت علی کتاب ابن الصلاح (۱/۳۷۲)۔

(۲) ابن الصلاح، ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن شہرزوری، مقدمۃ علوم الحدیث ،مکتبۃ الفارابی ،۱۹۴۸ھ (ص:۱۰)۔

(۳) شاہ ولی اللہ دہلوی، حجۃ اللہ البالغۃ، دار الجیل، بیروت ۱۴۲۶ھ (۱/۲۹۷)۔

(۴) السلسلۃ الصحیحۃ (تحت الحدیث/۳۶۵)۔

(۵) ابن حجر عسقلانی، ابو الفضل شہاب الدین احمد، تقریب التہذیب ،دار الکتب العلمیۃ ،بیروت، ۱۴۰۴ھ (ص:۴۰۲)۔

'میں ذکر فرمایا ہے۔[۱] امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ثقہ کہا ہے۔[۲]

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے ثقہ قرار دیا ہے اور اس کے متعلق یوں ذکر فرمایا ہے کہ:

"ابو ایوب مراغی ازدی (راوی) ثقہ ہے، اس کا نام یحییٰ بن مالک ہے۔"[۳]

۲-ابو قلابة، عبد الله بن زید بن عمرو الجرمی

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس راوی کو مدلس کہا ہے اور اس کی روایت کو قبول نہیں کیا۔[۴] جبکہ متقدم محدثین اسے ثقہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ثقہ فاضل کہا ہے۔[۵]

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔[۶]

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ ائمہ تابعین میں سے ہے۔[۷]

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے 'الثقات' میں ذکر فرمایا ہے۔[۸]

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ 'ثقہ کثیر الحدیث' تھا۔[۹]

---

۴۰۲)۔

(۱) ابن حبان، محمد بن حبان بن احمد بن ابی حاتم البستی، کتاب الثقات، تحقیق: السید شرف الدین احمد، دار الفکر، بیروت، ۱۹۷۵ء (۵/۵۲۹)۔

(۲) المزی، یوسف بن الزکی عبد الرحمن ابو الحجاج، تہذیب الکمال فی أسماء الرجال، تحقیق: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة، بیروت، ۱۴۰۰ھ (۳۳/۲۱)۔

(۳) الذھبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، تحقیق: علی محمد بجاوی، دار المعرفة، بیروت، ۱۳۸۸ھ (۴/۴۹۴)۔

(۴) السلسلة الصحيحة (۲/۵۰)؛ السلسلة الضعيفة (تحت الحدیث: ۶۳۳۰)۔

(۵) التقريب (ص:۳۹۵)۔

(۶) العجلی، حافظ ابو الحسن احمد بن عبد اللہ، معرفة الثقات من رجال أهل العلم والحديث، تحقیق: عبد العلیم عبد العظیم، مكتبة الدار، المدينة المنورة، ۱۴۰۵ھ (۲/۳۰)۔

(۷) الذہبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان، الكاشف فی معرفة من له رواية فی الكتب الستة، دار القبلة، جدہ، ۱۴۱۳ھ (۱/۵۵۴)۔

(۸) کتاب الثقات (۵/۲)۔

(۹) کما فی تهذيب الكمال (۱۴/۵۴۴)۔

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ پر تساہل کا حکم

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے متقدم محدثین کے برعکس امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کو قبول نہیں کیا بلکہ انہیں ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی طرح متساہل قرار دیا ہے۔

چنانچہ وہ اپنی کتاب 'سلسلہ صحیحہ' میں نقل فرماتے ہیں کہ:

"العجلی معروف بالتساهل فی التوثیق کابن حبان تماما"[1]

"عجلی رحمۃ اللہ علیہ توثیق میں مکمل طور پر ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی طرح تساہل کے ساتھ معروف ہیں۔"

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ 'تمام المنۃ' میں رقمطراز ہیں کہ:

"عجلی اور ابن حبان (دونوں) کی توثیق پر نفس مطمئن نہیں کیونکہ ان کا تساہل معروف ہے۔"[2]

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے 'ارواء الغلیل' میں نقل فرمایا ہے کہ:

"یہ دونوں (یعنی عجلی اور ابن حبان) توثیق میں تساہل کے ساتھ معروف ہیں اس لیے توثیق میں ان دونوں کے منفرد ہونے کی صورت میں دل مطمئن نہیں ہوتا۔"[3]

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ عبارتوں سے معلوم ہوا کہ شیخ ؒ کے نزدیک امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ توثیق میں متساہل ہیں اور اگر وہ کسی کی توثیق میں اکیلے ہوں تو شیخ ؒ کے نزدیک اس کی توثیق قابل قبول نہیں۔ جبکہ متقدم محدثین میں سے کسی نے بھی امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ کو متساہل نہیں کہا بلکہ ان کی توثیق کو قبول کیا ہے۔ اور متعدد رواۃ کے بارے میں عجلی رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق نقل فرماتے ہوئے اس پر اعتماد کا اظہار بھی کیا ہے۔ چند امثلہ درج ذیل ہیں:

۱۔أزهر بن عبد الله بن جميع الحرازی الحمصی الناصبی

اس راوی پر تبصرہ کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ:

" ابن الجارود نے 'ضعفاء' میں کہا ہے کہ یہ علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا اور امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ میں اس سے نفرت کرتا ہوں ... پھر حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ:

" میں کہتا ہوں کہ محدثین نے صرف اس کے مذہب کے بارے میں ہی کلام کیا ہے اور عجلی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) السلسلة الصحيحة (۲/۲۱۹)۔

(۲) الالبانی، علامہ محمد ناصر الدین، تمام المنة فی التعليق على فقه السنة ، المكتبة الاسلامية، عمان، ۱۴۰۸ھ (ص:۲۳۱)

(۳) ارواء الغلیل (۲/۲۵۴)۔

نے اس کی توثیق کی ہے۔"[۱]

۲۔أبان بن اسحا ق المدنی

اس کے بارے میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ:

" ابو الفتح ازدی نے اسے متروک کہا ہے اور میں کہتا ہوں کہ اسے متروک قرار نہیں دیا جا سکتا ، بلاشبہ احمد اور عجلی نے اس کی توثیق کی ہے۔"[۲]

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی توثیق پر ہی اعتماد کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس راوی کے بارے میں نقل فرمایا ہے کہ :

"یہ ثقہ ہے ، ازدی نے بلادلیل اس میں کلام کیا ہے۔"[۳]

۳۔أمیة بن عبد اللہ بن خالد بن أسید الأموی المکی

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے 'تہذیب' میں اس کے بارے میں نقل فرمایا ہے کہ :

"ابن سعد نے اسے قلیل الحدیث کہا ہے جبکہ عجلی نے اسے ثقہ کہا ہے۔"[۴]

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ کی اسی توثیق پر اعتماد کرتے ہوئے حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دوسری کتاب 'تقریب' میں اسے ثقہ قرار دیا ہے۔[۵]اسی طرح امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی 'الکاشف' میں اسے ثقہ کہا ہے۔[۶]

۴۔أسماء بن الحکم الفزاری

امام عجلیؒ نے اس راوی کے متعلق کہا ہے کہ یہ کوفی تابعی ثقہ ہے۔[۷] امام ابن حبانؒ نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ غلطیاں کیا کرتا تھا۔[۸] امام ذہبیؒ نے اپنی کتاب "الکاشف" میں عجلی کی توثیق پر اعتماد کرتے ہوئے اس راوی کے متعلق صرف یہی ذکر فرمایا ہے کہ :

---

(۱) تہذیب التہذیب (۲۰۴/۱)۔

(۲) الکاشف(۲۹/۱)۔

(۳) التقریب(۵۰/۱)۔

(۴) تہذیب التہذیب،دائرۃ المعارف،الھند،۱۳۲۶ھ(۳۷۲/۱)۔

(۵) التقریب(۱۱۰/۱)۔

(۶) الکاشف(۲۵۵/۱)۔

(۷) معرفة الثقات للعجلی (۲۲۳/۱)۔

(۸) کتاب الثقات(۵۹/۴)۔

"اسے عجلی (رحمۃ اللہ علیہ) نے ثقہ قرار دیا ہے۔"[۱]

۵۔حسان بن الضمری الشامی

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس راوی کے متعلق اپنی کتاب 'تہذیب التہذیب' میں ذکر فرمایا ہے کہ:

"امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ مشہور نہیں ہے ،جبکہ میں کہتا ہوں کہ عجلی (رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا ہے کہ یہ شامی ثقہ ہے۔"[۲]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی دوسری کتاب 'تقریب التہذیب' میں اس راوی کو 'ثقہ مخضرم 'قرار دیا ہے۔[۳]

غیر معروف احادیث کی تخریج

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی احادیث کی تخریج کی ہے جو پہلے بالکل غیر معروف تھیں جیسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی نماز میں کھڑے ہوتے وقت زمین پر مٹھیاں رکھ کر اٹھنے والی روایت۔ یہ روایت پہلے غیر معروف تھی۔یہی وجہ ہے کہ بالعموم نہ تو کتب فقہ میں اس کا کہیں ذکر ملتا ہے اور نہ ہی کتب حدیث میں۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے نہ صرف نقل کیا ہے بلکہ اس کی تحقیق بھی کی ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے۔اس کے الفاظ یہ ہیں:

عَنِ الْاَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ : رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُعْجِنُ فِي الصَّلَاةِ يَعْتَمِدُ عَلَى يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ اِذَا قَامَ ، فَقُلْتُ لَهُ ، فَقَالَ : «رَاَيْتُ رَسُوْلَ الله ﷺ يَفْعَلُهُ »

"ازرق بن قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں باندھ کر ان پر ٹیک لگاتے۔(ازرق بیان کرتے ہیں کہ) میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے (اس عمل کے بارے میں) دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"

اس روایت کے متعلق شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ:

"اسے ابو اسحق حربی نے 'غریب الحدیث 'میں روایت کیا ہے۔میں کہتا ہوں کہ اس کی سند حسن ہے اور وہ یوں ہے حدثنا عبيد الله بن عمر حدثنا يونس بن بكير عن الهيثم بن عطية عن قيس

---

(۱) الکاشف(۱/ ۲۴۲)۔

(۲) التہذیب(۲/ ۲۵۰)۔

(۳) التقریب(۱/ ۱۹۸)۔

بن الأزرق بن قیس بہ۔میں کہتا ہوں کہ قیس کے دونوں بیٹے ثقہ ہیں اور صحیح کے رواۃ میں سے ہیں۔ہیثم ،ابن عمران دمشقی ہے اسے امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے 'الثقات' میں ذکر کیا ہے۔یونس بن بکیر اور عبید اللہ بن عمر (دونوں) بھی ثقہ ہیں اور مسلم کے رواۃ میں سے ہیں ۔اور دوسرے سے تو بخاری نے بھی روایت کی ہے اور وہ عبید اللہ بن عمر بن میسرہ القواریری ہے۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ (نماز میں) کھڑے ہوتے وقت ہاتھوں پر ٹیک لگانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ ثابتہ ہے۔

تنبیہ: ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع حدیث ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ، نووی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے حفاظ پر بھی مخفی رہ گئی ہے۔'تلخیص الحبیر 'میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مذکور ہے کہ :

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھ زمین پر اس طرح رکھتے جیسے آٹا گوندھنے والا رکھتا ہے۔"

ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ نے 'الوسیط ' پر کلام کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ :

"یہ حدیث نہ تو صحیح ہے اور نہ ہی معروف ہے اس لیے قابل حجت نہیں۔"

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے 'شرح المہذب ' میں فرمایا ہے کہ :

"یہ حدیث ضعیف یا باطل ہے ، اس کی کوئی اصل نہیں۔"

اور 'تنقیح' میں فرمایا ہے کہ :"یہ ضعیف وباطل ہے۔"

یہ وہ کلمات ہیں جو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان ائمہ کے حوالے سے نقل فرمائے ہیں اور کسی بھی چیز کے ساتھ ان کا تعاقب نہیں کیا۔ (جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ) انہیں اس مرفوع حدیث کا علم نہیں تھا اور یہ اس مشہور مقولے کا مصداق ہے کہ "کتنے ہی ایسے کام ہیں جو پہلوں نے بعد والوں کے لیے چھوڑ دیے ہیں۔" پس تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے اس روایت تک پہنچنے کی توفیق دی اور میں اللہ تعالیٰ سے اس کے مزید فضل کا سوال کرتا ہوں۔"[1]

معلوم ہوا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی روایات کی تخریج کر کے انہیں امت کے سامنے پیش کیا ہے جو نادر اور غریب تھیں۔مزید اس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں دورانِ تحقیق بہت سے قلمی نسخوں کے بھی حوالہ جات نقل کیے ہیں جو یقیناً غیر مطبوع تھے اور ان میں موجود روایات سب کے سامنے نہیں تھیں۔

---

(۱) السلسلة الضعيفة (تحت الحديث:۹٦۷) ؛مزید دیکھئے:تمام المنة(ص: ۱۹٦)۔

قلمی نسخوں کے حوالہ جات کی چند امثلہ حسب ذیل ہیں:

۱۔أخرجه ...اسماعیل القاضی فی "فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ" (ق۸۹/۱۔۲)۔[۱]

۲۔أخرجه ... ابن نصر فی "الصلاۃ" (ق ۱۶۵۔۱۶۶/۱)۔[۲]

۳۔أخرجه ابن بشران فی "الأمالی" (ق ۸/۱)۔[۳]

۴۔أما حدیث أبی سعید فراوہ البغوی فی "نسخة عبد الله الخراز" (ق ۳۲۸/۱)۔[۴]

۵۔روی منه أبو الحسن بن شاذان فی "حدیث عبد الباقی وغیرہ" (ق ۵۵۱/۱۔۲)۔[۵]

۶۔ثم وقفت علی اسنادہ فی "الترغیب" لابن شاهین (ق ۲۶۲/۱۔۲)۔[۶]

۷۔رواہ ابن الأعرابی فی "المعجم" (ق ۱۹۷/۱)۔[۷]

۸۔رواہ نحوہ أبو عثمان البجیرمی فی "الفوائد" (ق ۲۵/۲)۔[۸]

۹۔ ثم رأیت الحافظ الناجی فی "عجالة الاملاء" (ق ۱۲۴/۲)۔[۹]

۱۰۔أخرجه الاسماعیلی فی "معجمه" (ق ۱۰۵/۲۔۱۰۶/۱)۔[۱۰]

کتابتِ سند میں خاص اسلوب

سند کے حوالے سے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا خاص اسلوب بھی اگر یہاں ذکر کر دیا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ جب سند تحریر فرماتے ہیں تو الفاظِ تحدیث کے بعد یہ علامت : (یعنی دو نقطے) نقل کرتے ہیں جیسے حدثنا فلان : حدثنا فلان : حدثنا فلان : وغیرہ۔اہل علم نے اسے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا تفرد قرار دیا ہے کیونکہ یہ اسلوب آپ سے پہلے کسی نے بھی اختیار نہیں کیا۔متقدمین سند لکھتے ہوئے

---

(۱) ارواء الغلیل (۱/۳۴)۔

(۲) ایضاً (۱/۶۳)۔

(۳) ارواء الغلیل (۱/۷۰)۔

(۴) ایضاً (۱/۹۰)۔

(۵) ایضاً (۱/۹۷)۔

(۶) ایضاً (۱/۱۲۶)۔

(۷) ایضاً (۱/۲۱۴)۔

(۸) ایضاً (۱/۲۳۵)۔

(۹) السلسلة الصحیحة (تحت الحدیث:۳۹۵۱)۔

(۱۰) السلسلة الضعیفة (تحت الحدیث:۶۱۹۱)۔

ایسی کوئی علامت نقل نہیں کرتے جبکہ متاخرین یہ علامت [،]استعمال کر لیتے ہیں۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس خاص اسلوب کی چند امثلہ پیش خدمت ہیں:

"أخرجه النسائی ... من طرق عن الأوزاعی قال : حدثنا يحيى بن أبى كثير قال : حدثنى ابن أبى : أن أباه أخبره : أنه كان لهم ..."[1]

"واسناده هكذا : حدثنا أبو نعيم قال : حدثنا شيبان عن يحيى عن أبى سلمة"[2]

"قال الملخص فى ' الفوائد المنتقاة ' فى ' الثانى من السادس منها '"(ق۱۹۰/۱) : حدثنا يحيى (يعنى ابن صاعد) قال : حدثنا الجراح بن مخلد قال : حدثنا يحيى بن العريان الهروى قال : حدثنا حاتم بن اسماعيل عن أسامة بن زيد عن نافع عنه "[3]

"فقال البزار فى مسنده (۱۴۴۸/۱۲۹/۱) : حدثنا عمر بن الخطاب السجستانى : ثنا سعيد بن أبى مريم : ثنا يحيى بن أيوب قال : حدثنى ابن زحر - يعنى : عبيد الله بن زحر"[4]

"وقد حدثنا عبد الله بن محمد بن اسحاق المروزى قال : ثنا الحسن بن أبى الربيع الجرجانى قال : أخبرنا عبد الرزاق : أخبرنا ابن جريج : أخبرنى أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبد الله ..."[5]

درج بالا بحث سے معلوم ہوا کہ تحقیقِ حدیث میں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ تفردات بھی ہیں جن میں انہوں نے جمہور محدثین کی مخالفت کی ہے۔ان میں سب سے قابل ذکر تفرد صحیحین کی بعض احادیث کی تضعیف ہے جبکہ متقدم محدثین کا ان دونوں کتب کی تمام احادیث کی صحت پر اتفاق ہے۔ اسی طرح شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے تفردات میں متقدم محدثین کے نزدیک بعض ضعیف روایات کی تصحیح ، بعض ثقہ رواۃ کی تضعیف اور امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ پر تساہل کا حکم بھی شامل ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے دو تفرد ایسے ہیں جنہیں تحقیقِ حدیث کی دنیا میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے اور وہ یہ کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی احادیث

---

(۱) السلسلة الصحيحة(تحت الحديث:۳۲۴۵)۔

(۲) ارواء الغليل(۲۷۴/۱)۔

(۳)السلسلة الصحيحة (تحت الحديث:۳۵)۔

(۴) السلسلة الضعيفة (۱۷/۱۳)۔

(۵) الالبانی، علامہ محمد ناصر الدین، الثمر المستطاب فی فقه السنة والكتاب ، غراس للنشر والتوزیع، کویت، بدون التاریخ التاریخ(ص:۷۸۰)۔

کی تخریج کی ہے جو پہلے یکسر غیر معروف تھیں حتی کہ بہت سے مخطوطات جو ابھی تک طبع نہیں ہوئے تھے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ تحقیق ان سے بھی استفادہ کیا ہے اور ان میں موجود احادیث کی تحقیق نقل کی ہے۔اور اسی طرح کتبِ حدیث کی صحیح اور ضعیف دو حصوں میں تقسیم اور صحیح اور ضعیف احادیث کے دو سلسلے جو ہر حدیث کی انتہائی جامع تحقیق و تخریج پر مشتمل ہیں شیخ ؒ کی گرانقدر خدماتِ حدیث کے آئینہ دار ہیں۔ [جزاہ اللہ خیرا واحسن الجزاء]